جامعہ حقانیہ کا ترجمان

مجلّہ الحقانیہ

ساہیوال
سرگودھا



رجب المرجب ۱۴۳۹ھ / مارچ ۲۰۱۸ء



بانی : فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

فہرست

خط وکتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فائٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0304-7310038

کلمة الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

جامعہ اشرفیہ لاہور میں ایک پروقار تاریخی تقریب

بعد الحمد والصلوٰۃ: جامعہ اشرفیہ لاہور کا آغاز ۱۴ ستمبر ۱۹۴۷ء نیلا گنبد انارکلی میں ہوا۔ بانی جامعہ اشرفیہ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری قدس سرہ نے اس کا نام اپنے پیرومرشد حضرت حکیم الامت مجدد ملت محی السنۃ مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ کے نام پر جامعہ اشرفیہ رکھا، حق تعالیٰ نے اسے اتنی ترقی دی کہ صرف آٹھ سال کی مختصر سی مدت میں یہ جگہ تنگ پڑ گئی اور فیروز پور روڈ پر وسیع اراضی ایک سوبیس کنال جامعہ کے لیے خریدی گئی، پھر مسلم ٹاؤن فیروز پور روڈ پر ۱۹۵۵ء میں جمعۃ المبارک کے روز بعد العصر جامعہ کا سنگ بنیاد رکھا گیا، اس عظیم تاریخی تقریب میں حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے درج ذیل خلفاء کرام:

مؤرخ اسلام سید العلماء حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی، مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی، جلیل الامت حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی، مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، استاذ الکل حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر بہت سے حضرات نے شرکت فرمائی۔

جامعہ اشرفیہ کی عمارت سے قبل مسجد کی تعمیر کا فیصلہ ہوا، حضرت اقدس مفتی محمد حسن صاحب کے ایک متوسل اور مرد صالح کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے انہیں خواب میں مسجد کی تعمیر کے لیے جگہ کی نشاندہی فرمائی، چنانچہ جامع مسجد حسن کے نام سے اسی جگہ پر ایک وسیع اور عظیم الشان تاریخی مسجد تعمیر ہوئی، ساٹھ سال سے زائد عرصہ تک اس مسجد میں ہزاروں علماء کرام، فقہاء عظام، مشائخ اور لاکھوں

مسلمان حق تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوئے۔ درس قرآن کریم، خطبہ جمعۃ المبارک اور سالانہ جلسوں میں ملک وبیرون ملک سے شریک ہونے والے جبال علم کے وعظ ونصیحت سے لاکھوں بندگان خدا نے اس مدت میں استفادہ کیا، ہزاروں کے عقائد صحیح ہوئے اور بہت سے لوگوں کے اعمال کی اصلاح ہوئی۔

مسجد کے جنوب اور شمال میں بنائے گئے حجروں میں مقیم ذاکرین اور طلبہ کے ذکر وفکر سے یہاں خانقاہ کا ماحول پیدا ہوا، جامعہ اشرفیہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور عوام وخواص کے رجوع اور کثرت ہجوم کی وجہ سے اب یہ عظیم الشان وسیع مسجد بھی چھوٹی ہوگئی، جامعہ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ سردست اس کے وسیع صحن میں تہہ خانہ تعمیر کیا جائے اور صحن کے شمال وجنوب میں قائم حجروں کو ان میں شامل کرلیا جائے۔

اس توسیعی منصوبہ کے سنگ بنیاد کے لیے مؤرخہ ۲۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۹ھ بمطابق ۱۱ر فروری ۲۰۱۸ء اتوار ۱۱ بجے دن جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن فیروزپور روڈ میں ایک عظیم پروقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں ملک کے طول وعرض سے حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، فقہاء کرام اور دیگر مقتدر شخصیات نے شرکت فرمائی۔

ازراہ عنایت جامعہ کے سربراہ مخدوم ومکرم حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہم اور نائب مہتمم محبّ مکرم جناب مولانا قاری ارشد عبید مدظلہم نے اس ناکارہ کو بھی شرکت کی دعوت دی۔ حسب الحکم بندہ ناچیز نے حصول سعادت کے لیے محبّ محترم جناب قاری شرافت اللہ پانی پتی مہتمم جامعہ امدادیہ فتحیہ سلانوالی کے ہمراہ اس پروقار تقریب میں شرکت کی۔

بندہ جب جامعہ اشرفیہ حاضر ہوا تو دیکھا کہ مسجد حسن کا صحن اور اس کے برآمدے گرا کر تہہ خانہ میں شامل کردیے گئے ہیں، جنوبی حجرات میں وہ حجرہ بھی تھا جس میں بندہ ۱۴۰۲ھ میں بزمانہ طالب علمی برادرم جناب مولانا عبدالخالق صاحب زید مجدہم کے ہمراہ مقیم رہا، اس صورت حال کو دیکھ کر بے ساختہ زبان پر سبعہ معلقہ کا یہ مصرع جاری ہوگیا

ع قفانبك من ذكرىٰ حبيب ومنزل لیکن چونکہ یہ سب جگہ اب مسجد کا حصہ بن رہی ہے اس لیے بظاہر یہاں ع عفت الديار محلهافمقامها اور ع قفانبك الخ کہنا بے ادبی معلوم ہوا اس لیے اس شاعرانہ تخیل سے ذہن ودماغ کو خالی کر کے بندہ تقریب میں حاضر ہوا۔

شیخ القراء حضرت قاری احمد میاں تھانوی مدظلہم بڑی پرسوز آواز میں تلاوت فرمارہے تھے، انہوں نے موقع کی مناسبت سے آیت قرآنی: انما يعمر مساجد الله من آمن بالله، الآية کی تلاوت سے سماباندھ دیا۔ اسٹیج پر نظامت کے فرائض جامعہ کے استاذ حدیث حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہم بڑی حسن وخوبی سے انجام دے رہے تھے، جن حضرات نے اس تقریب میں بیان فرمایا ان میں ملک العلماء علامہ خالد محمود مدظلہم، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی، حضرت مولانا اسعد تھانوی، حضرت مولانا فضل الرحیم اشرفی مدظلہم کے نام نمایاں ہیں۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے بھی فون پر بڑا پرمغز خطاب فرمایا، جبکہ عالم اسلام کی عظیم ونامور شخصیت جناب حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہم نے اینٹ دم کی اور مختصر خطاب بھی فرمایا۔ آخر میں دعائیہ خطاب حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہم نے فرمایا پھر سنگ بنیاد پر یہ تاریخی تقریب اختتام پذیر ہوئی، اس کے بعد ظہر کی نماز ہوئی اور بعد میں مہمانان گرامی کو پرتکلف کھانا دیا گیا۔

اس تقریب میں اسٹیج پر دور حاضر کے اجلہ علماء کرام ومشائخ عظام اور بزرگان دین، کئی دینی مدارس کے شیوخ الحدیث اور فضلاء کرام تشریف فرما تھے، حضرت حاجی عبدالوہاب صاحب مدظلہم سے دعا کے لیے کہا گیا تو انہوں نے باصرار حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہم سے دعا کرائی، جن علماء کرام نے بیان فرمایا سب ہی کے بیان بہت نافع اور مفید مقتضائے حال کے عین مطابق تھے، علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم نے جامعہ

اشرفیہ کے مسلم ٹاؤن میں قیام اوراس کی عالی شان ترقی کے وجوہ ومحرکات پر روشنی ڈالی اور جامعہ اشرفیہ کو محض ایک دینی ادارہ نہیں بلکہ ایک دینی تحریک قرار دیا اور فرمایا کہ اگرچہ احباب نے مجھے بیٹھ کر بیان کے لیے کہا لیکن میں اس لیے کھڑے ہوکر بیان کررہا ہوں کہ یہ بیٹھنے کا نہیں بلکہ کھڑے ہونے کا وقت ہے۔

آپ نے اپنے بیان میں جہاں اور قیمتی نکات بیان فرمائے، یہ اہم نکتہ بھی بیان فرمایا کہ:

''مسجد چاہے کچی ہو لیکن امام پکا ہونا چاہئے اور ہمارا امام بہت پکا ہے وہ ہے حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت کے علوم وفیوض سے جہاں برصغیر کے مسلمان مستفید ہورہے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ دوسری دنیا میں بھی حضرت کا فیض جاری ہے''۔

حضرت علامہ کا بیان کردہ یہ نکتہ یقیناً عظیم نکتہ ہے جو سب پر بھاری ہے، جامعہ کی نسبت چونکہ اسی امام کی طرف ہے اس لیے حق تعالیٰ نے اسے امامت کا درجہ عطا فرمایا ہے۔

اس عظیم الشان تقریب میں شرکت حاضرین کے لیے من وجوہ باعث سعادت تھی جو احقر کے لیے بھی بلاشبہ کسی سعادت سے کم نہ تھی، بلااستحقاق مزید شرف یہ حاصل ہوا کہ مسجد کی فضیلت کے حوالہ سے مشہور حدیث: من بنى لله مسجدبنى الله له بيتافى الجنة کے متعلق بیان کا موقع بھی مل گیا، اس کی تقریب یوں ہوئی کہ حضرات علماء کرام نے جب اس حدیث کو بیان فرمایا تو احقر کے ذہن میں چالیس سال پہلے کا واقعہ یاد آ گیا۔ یہ غالباً ۱۹۷۶ء کی بات ہے کہ احقر نے چند احادیث پر مشتمل ایک خوبصورت چارٹ ایک خوشخط کاتب سے مع ترجمہ لکھوایا اس میں یہ حدیث پاک بھی تھی، جب احقر نے یہ چارٹ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کو دکھایا تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ حدیث: من بنى لله مسجدابنى الله له بيتاًفى الجنة میں ایک جملہ اور بھی ہے: ولو كمفحص قطاط چاہے وہ بنا قطاۃ پرندہ کے گھونسلے کے برابر ہو۔

احقر کو خوب یاد ہے کہ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ جملہ میں نے سب سے پہلے حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں نے یہ جملہ سب سے پہلے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے سنا تھا۔

احقر کو جب یہ واقعہ یاد آیا تو دل چاہا اس تقریب کی مناسبت اور حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے اس کو یہاں بیان کر دیا جائے، اس خواہش کا ذکر جب محبّ محترم حضرت قاری ارشد عبید مدظلہم سے کیا تو انہوں نے حضرت مولانا فضل الرحیم مدظلہم سے ذکر فرمایا، انہوں نے احقر کو فرمایا کہ یہ واقعہ تم خود بیان کر دو، اس طرح احقر نے یہ جملہ بیان کر دیا، فلله الحمدوله الشکر۔

بعد میں خیال آیا کہ کتب حدیث میں یہ جملہ اور خود یہ حدیث پاک جہاں جہاں آئی ہے اس کی بھی تخریج کر لی جائے، چنانچہ برخوردار مولوی عبدالملک ترمذی سلمہ نے اس حدیث پاک کی مکمل تخریج کر دی ہے جو مجلّہ ''الحقانیہ'' کے اسی شمارہ میں طبع کی جارہی ہے، حق تعالیٰ سب کے لیے نافع اور مفید بنائیں، آمین۔

آخر میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ مسجد حسن کے اس توسیعی منصوبہ کی بخیر و خوبی جلد تکمیل فرمادیں اور ہمیشہ اس کو آباد رکھیں، امت مسلمہ کے لیے اس کو مرکز رشد و ہدایت بنائیں۔ ایسے موقع پر حضرت والد ماجد رحمہ اللہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے حوالہ سے یہ دعائیہ جملے پڑھنے کے لیے فرمایا کرتے تھے: اللھم عجّل اللھم کمّل اللھم سھّل۔

جن صاحب نے اس کی تعمیر کا تکفل فرمایا ان کو جزائے خیر سے نوازیں اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں آمین۔

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

۱۴۳۹/۰۶/۱۰ھ

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

جنت اور اس کی نعمتیں

عالم آخرت کی جن حقیقتوں پر ایمان لانا ایک مومن کے لیے ضروری ہے اور جن پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مومن و مسلم نہیں ہوسکتا ان ہی میں سے جنت و دوزخ بھی ہیں اور یہی دونوں مقام انسانوں کا آخری اور پھر ابدی ٹھکانہ ہیں۔ قرآن مجید میں بھی جنت اور اس کی نعمتوں کا اور دوزخ اور اس کی تکلیفوں کا ذکر اتنی کثرت سے کیا گیا ہے اور ان دونوں کے متعلق اتنا کچھ بیان فرمایا گیا ہے کہ اگر اس سلسلے کی سب آیتوں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو صرف انہی سے اچھی خاصی ایک کتاب تیار ہو جائے۔

اسی طرح کتب حدیث میں بھی جنت و دوزخ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدہا حدیثیں محفوظ ہیں جن سے ان دونوں کے متعلق کافی معلومات مل جاتے ہیں، پھر بھی یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ قرآن مجید میں اور اسی طرح احادیث میں جنت و دوزخ کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا گیا ہے اس کی پوری اور اصلی حقیقت کا علم وہاں پہنچ کے اور مشاہدہ کے بعد ہی حاصل ہو سکے گا۔ جنت تو جنت ہے اگر کوئی شخص ہماری اس دنیا ہی کے کسی بارونق شہر کے بازاروں اور وہاں کے باغوں اور گلزاروں کا ذکر ہمارے سامنے کرے تو اس کے بیان سے جو تصور ہمارے ذہنوں میں قائم ہوتا ہے ہمیشہ کا تجربہ ہے کہ وہ اصل کے مقابلہ میں ہمیشہ بہت ناقص ہوتا ہے، بہرحال اس نفس الامری حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے قرآن و حدیث میں جنت یا دوزخ کے بیان کو پڑھنا چاہئے۔

دراصل آیات یا احادیث میں جنت اور دوزخ کا جو ذکر فرمایا گیا ہے اس کا یہ مقصد ہی نہیں ہے کہ لوگوں کے سامنے وہاں کا مکمل جغرافیہ اور وہاں کے احوال کا پورا نقشہ آ جائے،

بلکہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگوں میں دوزخ اوراس کے عذاب کا خوف پیدا ہواور وہ ان برائیوں سے بچیں جو دوزخ میں لے جانے والی ہیں اور جنت اوراس کی بہاروں اور لذتوں کا شوق ابھرے تا کہ وہ اچھے اعمال اختیار کریں جو جنت میں پہنچانے والے ہیں اور وہاں کی نعمتوں کا مستحق بنانے والے ہیں، پس اس سلسلہ کی آیات اور احادیث کا اصلی حق یہی ہے کہ ان کو پڑھنے اور سننے سے شوق اور خوف کی یہ کیفیتیں پیدا ہوں۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الله تعالیٰ اعددت لعبادی الصالحين مالاعين رأت ولااذن سمعت ولاخطر على قلب بشرواقرؤاان شئتم فلاتعلم نفس مااخفى لهم من قرة اعين (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں کبھی ان کا خطرہ یا خیال ہی گزرا ہے اور اگر تم چاہو تو پڑھو قرآن کی یہ آیت ''فلاتعلم نفس مااخفى لهم من قرة اعين ''(جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی بھی ان نعمتوں کونہیں جانتا جو ان بندوں کے لیے(جو راہ خدا میں اپنا محبوب مال خرچ کرنے والے ہیں اور راتوں کو عبادت خداوندی میں مصروف رہنے والے ہیں) چھپا کے اور محفوظ کر کے رکھی گئی ہیں، جن میں ان کی آنکھوں کے لیے ٹھنڈک کا سامان ہے)۔(بخاری ومسلم)

تشریح

یہ حدیث قدسی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات اس تصریح کے ساتھ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے(اور وہ قرآن مجید کی آیت نہ ہو) تو ایسی حدیث کو ''حدیث قدسی'' کہتے ہیں۔یہ حدیث شریف بھی اسی قسم کی ہے،اس میں اللہ کے صالح بندوں کے لیے بشارت اور خوشی کا ایک عام اور ظاہر پہلو تو یہ ہے کہ دار آخرت میں ان کو

ایسی اعلیٰ قسم کی نعمتیں ملیں گی جو دنیا میں کبھی کسی کو نصیب نہیں ہوئیں بلکہ کسی آنکھ نے بھی ان کو نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے ان کا حال سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی آیا اور بشارت ومسرت کا دوسرا خاص پہلو محبت وشفقت اور عنایت وکرم سے بھرے ہوئے رب کریم کے ان الفاظ میں ہے کہ ''اعددت لعبادی ''(میں نے اپنے بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر کے رکھی ہیں الخ)۔

قربان ہوں بندے اپنے رب کریم کے اس کرم پر۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم موضع سوط في الجنة خير من الدنيا ومافيها۔(رواہ البخاری ومسلم)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔

تشریح

عرب کا یہ رواج تھا کہ جب چند سواروں کا قافلہ چلتا تو جو سوار منزل پر اترتے وقت جہاں قیام کرنا چاہتا وہاں اپنا کوڑا ڈال دیتا، پھر وہ جگہ اسی کی سمجھی جاتی اور کوئی دوسرا اس پر قبضہ نہ کرتا۔تو اس حدیث میں کوڑے کی جگہ سے مراد دراصل اتنی مختصر سی جگہ ہے جو کوڑا ڈال دینے سے کوڑے والے سوار کے لیے مخصوص ہو جاتی ہے، جس میں وہ اپنا بستر لگا لے یا خیمہ ڈال لے، تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جنت کی تھوڑی سے تھوڑی جگہ بھی دنیا و مافیھا سے بہتر اور زیادہ قیمتی ہے اور اس میں کیا شبہ ہے، دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے فانی ہے اور جنت اور اس کی ہر نعمت باقی ہے، اور فانی اور باقی کا کیا مقابلہ؟۔

(معارف الحدیث ۱/۲۶۰۔۲۵۷)

مرسلہ: مولانا محمد صدیق حفظہ اللہ تعالیٰ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

فرمایا اگر کسی سے عقیدت اور محبت ہو تو اس کے ساتھ خواہ اختلاف ہو جائے مگر خلاف نہ ہونا چاہئے۔

فرمایا دین سے کامل مناسبت بزرگوں کی صحبت ہی سے ہوتی ہے، کتابوں سے نہیں ہوتی، اسی وجہ سے کسی نے کہا۔

جملہ اوراق وکتب درنارکن　　　سینہ راا ز نور حق گلزار کن

فرمایا میں حیدرآباد گیا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ بہت ہی تکلفات کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ تکلف کرتا ہوں تو تکلیف ہوتی ہے نہیں کرتا تو بدتہذیب سمجھا جاتا ہوں، میں نے ایک لطیفہ کیا یعنی اس کا اعلان کر دیا کہ ہم بھی مہذب ہیں مگر تہذیب کی قسمیں ہیں ایک یہاں کی تہذیب ہے مگر میں چونکہ اس سے ناواقف ہوں اس واسطے میں تھانہ بھون کی تہذیب برتوں گا، بس ہم اپنی اصلی حالت پر رہے حتیٰ کہ حاضرین فرش پر بیٹھے رہے اور میں چارپائی پر بیٹھ گیا اور کہہ دیا کہ تھانہ بھون کی یہی تہذیب ہے، ہم ہر حال میں مہذب ہی رہے۔

فرمایا اگر قرآن شریف میں موجودہ سیاست کو داخل کیا جائے تو پھر لازم آتا ہے قرآن مجید کو کفار نے جمہور علماء سے بلکہ صحابہ وتابعین سے زیادہ سمجھا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے، اصل یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا عمل کی برکت سے ہوتا ہے اس لئے ان حضرات نے زیادہ سمجھا۔

اسی سلسلہ میں فرمایا میرے خیال میں ہے کہ قالب تو ہو نیا اور قلب ہو پرانا (یعنی عقائد اور طرز تو سلف کا ہو باقی تدبیرات بوجہ ضرورت خواہ وقتیہ ہوں مگر حدود کے اندر ہوں)

فرمایا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام جو غار ثور میں چھپے حالانکہ وہ بالکل مکہ مکرمہ

کے قریب ہے اور ایسی حالت میں ظاہر ادور جا کر چھپنا مناسب معلوم ہوتا ہے اس سے ایک تدبیری مسئلہ نکلا کہ مصلحت یہی ہے کیونکہ ایسے شخص کو عادۃً دور ہی ڈھونڈا کرتے ہیں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ بزرگوں کے دیکھنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا بظاہر تو اس کی کوئی سند نہیں، ہاں شاید اس حدیث سے کہتے ہوں کہ خیار عباد اللّٰہ الّذین اذا رأوا ذکر اللّٰہ، جب ان کے دیکھنے سے خداتعالیٰ کی یاد ہوتی ہے اور خداتعالیٰ کی یاد عبادت ہے اور عبادت سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور یہ بزرگ اس کا سبب بنے، واسطہ ثواب کو سبب کی طرف منسوب کر دیا۔

فرمایا اہل تاریخ کے نزدیک آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اس وقت تک سات ہزار سال ہوئے ہیں اور بعض روایات کی بناء پر قیامت اب بالکل قریب ہے۔

فرمایا بزرگوں کی صحبت سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اس سے ایسا علم حاصل ہوجاتا ہے جو عمل کا داعی ہوجاتا ہے، اور احوال و کیفیات پیش آنا صحبت کا اصل ثمرہ نہیں بلکہ احوال اور کیفیات تو اکثر کم عقلوں کو زیادہ پیش آتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ حالات اکثر یکسوئی سے پیدا ہوتے ہیں اور کم عقل میں یکسوئی زیادہ ہوتی ہے اور عقلمند کو ہر امر میں متعدد احتمالات پیدا ہوتے رہنے سے اس کا ذہن چاروں طرف دوڑتا رہتا ہے، وہ حالت ہوتی ہے فی کلّ واد یّھیمون، البتہ اگر قوی حال غالب آجاوے تو وہ مستثنیٰ ہے۔

فرمایا مجھ کو اپنی حالت پر کبھی ناز اور تکبر نہیں ہوا اس وجہ سے کہ خدا جانے قیامت میں کیا معاملہ ہوگا، بس یہ ایک ہی خیال عصاء موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے جو سب کو نگل جاتا ہے۔

فرمایا جب کسی پر حقیقت ظاہر ہوجاوے پھر تو قبول ہی کر لینا چاہئے گورائے کے خلاف ہی ہو۔

فرمایا مولوی احکام داں کو کہتے ہیں عربی داں کو نہیں کہتے، عربی داں ابوجہل بھی تھا مگر لقب تھا ابوجہل نہ کہ عالم۔

فقیہ الامت مفتی عبدالکریم گمتھلوی قدس سرہ

ماہ رجب المرجب کے فضائل واحکام

بعد حمد وصلاۃ: ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ ماہ رجب ایک مبارک مہینہ ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ رجب کا مہینہ آتا تو آنحضرت ﷺ دعا مانگتے کہ اے اللہ! برکت دے ہمارے لیے رجب میں اور شعبان میں، اور پہنچا ہم کو رمضان تک۔ (بیہقی)

اور اس ماہ مبارک میں سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم الصلاۃ کو حق تعالیٰ جل شانہ نے معراج کا عظیم الشان رتبہ عطا فرمایا جو آنحضرت ﷺ کے سوا کسی پیغمبر کو نہیں ملا۔ یعنی اس انسانی جسم سمیت آپ مکہ معظّمہ سے بیت المقدس اور پھر وہاں سے ساتوں آسمانوں کو طے کر کے ایسی بارگاہ قرب تک پہنچے کہ جہاں بشر تو بشر کسی فرشتہ کی بھی رسائی نہ ہوسکی، حتیٰ کہ تمام ملائکہ کے سردار جبریل امین نے بھی سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر آگے بڑھنے سے معذوری کا اعتراف کیا۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروے بالم نماند
اگر یکسرِ موئے برتر پرم — فروغ تجلیٰ بسوزد پرم

اور بعض کم عقل لوگ جو کہتے ہیں کہ جسد عنصری کا آسمان پر جانا محال ہے، وہ ایک بے ہودہ بکواس ہے، افسوس ہے کہ وہ لوگ محال کے معنیٰ تو جانتے نہیں ویسے ہی اٹکل پچو جس چیز کو چاہا محال کہہ دیتے ہیں۔ اکثر یہ لوگ مستبعد کو محال کہہ دیا کرتے ہیں جس کو ان کی کم سمجھی اور ان کے لچر شبہات اور بے بنیاد دعوؤں کی تردید دیکھنے کا شوق ہو وہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دامت برکاتہم کا رسالہ ''انتبہات مفیدہ'' ضرور دیکھ لے جو اس مبحث میں نہایت جامع ہے اور اگر زیادہ تفصیل درکار ہوں تو اس کی شرح ''حل الانتبہات''

دیکھیں، جس میں جناب حکیم مولوی مصطفیٰ صاحب بجنوری (مقیم مکان ۹ محلّہ کرم علی، میرٹھ شہر) نے نہایت وضاحت کے ساتھ تمام شبہات کا قلع قمع کر دیا ہے۔ یہاں معراج شریف کے متعلق صرف ایک شعر لکھا جاتا ہے جس میں اس استبعاد کو بالکل دفع کر دیا جو عروج جسد کے متعلق نادانوں کو ہو گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

تن او کہ صافی تر از جان ماست اگر آمد و شد بیک دم رواست

اور جو شخص معراج شریف کی بابت پوری تحقیق کا شوق رکھتا ہو اس کو لازم ہے کہ ''تنویر السراج فی لیلۃ المعراج'' (نشر الطیب میں شامل ہے) کا مطالعہ کرے، جس میں حضرت حکیم الامت دام مجدہم نے خوب مبسوط مضامین درج فرمائے ہیں، نقلی تحقیقات بھی ہیں اور شبہات کا عقلی جواب بھی، اور فوائد محکمیہ بھی تحریر فرمائے ہیں اور فوائد حکیمہ بھی۔ یہاں صرف اتنا بیان کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ایسی نعمت عظمیٰ جس ماہ میں عطا ہوئی وہ یقیناً خاص فضیلت رکھتا ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ جو وقت فضیلت رکھتا ہو اس میں عبادت کرنا زیادہ درجہ ہے مگر یہ بھی مسلم ہے کہ فضیلت کی کوئی مقدار بدوں تصریح خدا اور رسول ﷺ معین نہیں ہو سکتی اور اسی طرح کسی عمل کی تعیین بھی موقوف ہے حکم خدا اور رسول ﷺ پر، پس اب دیکھنا چاہئے کہ اس ماہ کے متعلق جو اعمال مشہور ہیں ان کی بابت شریعت مقدسہ میں کیا حکم ہے؟ اس ماہ میں دو عمل مشہور و مروج ہیں۔ ایک رجبی اور دوسرے ہزارہ روزہ۔ ان دونوں کا الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

رجبی کا بیان

رجب کی ستائیسویں رات کو معراج شریف کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور دھوم دھام سے جلسے ہوتے ہیں جن میں فضول خرچی اور بے جا زینت اور ضرورت سے کہیں بڑھ کر روشنی وغیرہ ہوتی ہے۔ شریعت میں اس ہیئت متعارفہ کی کوئی اصل نہیں بلکہ فضول خرچی وغیرہ کی صاف طور پر ممانعت اور سخت مذمت وارد ہوئی ہے اور اگر کوئی مجمع ان خرافات سے

پورا پرہیز رکھ کر کیا جاوے تب بھی کم از کم دن کی تعیین کا تو گناہ ہے ہی، کیوں کہ اس تذکرہ کے واسطے شریعت نے کوئی دن معین نہیں فرمایا۔

دوسرے قاعدہ ہے کہ اگر کسی غیرضروری فعل سے دوسرے لوگوں کے عقائد بگڑنے کا اندیشہ ہوتو اس فعل کو بالکل ترک کر دیا جائے گا۔اس واسطے ترک منکرات کے باوجود بھی ایسی مجلسوں کی اجازت نہیں ہوسکتی جیسا کہ ہم ربیع الاول کے بیان میں مفصل لکھ چکے ہیں۔

اور بعض لوگ جو کہہ دیا کرتے ہیں کہ فضیلت کے ایام کا دھیان نہیں رہتا اور نہ فضیلت ذہن نشین ہوتی ہے جب تک کہ موقع پر اس کی تفصیل نہ کی جاوے،اس واسطے جن دنوں میں کوئی فضیلت ہوان کا بیان خاص خاص موقعوں پر مفصل سنانے کی ضرورت ہے تا کہ بے خبر لوگوں کو پتہ لگ جائے اور جو پیشتر سے واقف ہیں ان کو یاددہانی ہوجائے۔ سواس کا ایک جواب تو وہی ہے جو ابھی مذکور ہوا یعنی اگر اس یاددہانی سے کسی خرابی کا اندیشہ نہ ہوتا اور کوئی امر منکر بھی شامل نہ ہوتا تو اس میں فی نفسہ مضائقہ نہ تھا لیکن جب خرابی عقائد کی نوبت آ گئی تو منع کرنا لازم ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ یاددہانی کے واسطے نہ کسی دن کو خاص کرنے کی ضرورت نہ کسی ہیئت خاصہ کی حاجت ہے نہ اہتمام مجمع کی،جب موقع ہو اہل علم اپنے طور پر وعظ وغیرہ میں ذکر کر دیں جیسا کہ شب قدر وغیرہ کے متعلق معمول ہے۔

غرض یہ کہ ذکر معراج شریف تو باعث ثواب ہے اور اس سے حضور ﷺ کی عظمت اور محبت بڑھتی ہے اور واقعہ معراج سے جو احکام معلوم ہوتے ہیں اور اس میں جو جو حکمتیں ہیں اگر ان کا بیان بھی کیا جاوے تو سونے پر سہاگہ ہو جائے،لیکن اس کے واسطے خاص ماہ رجب کی تخصیص کرنا بلکہ ستائیسویں شب کو لازم قرار دینا حدود شرعیہ سے تجاوز اور بدعت ہے،وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار۔

اوراگراس میں ریا، تفاخر اسراف وغیرہ شامل ہوجائیں تو ''کریلا اور نیم چڑھا'' کا مصداق بن جاتا ہے۔ خوب سمجھ لوحق تعالیٰ فہم سلیم اور اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

ہزاری روزے کا بیان

عام لوگ رجب کی ستائیسویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب ایک ہزار روزہ کے برابر سمجھتے ہیں، اسی واسطے اس کو ہزاری روزہ کہتے ہیں، مگر یہ فضیلت ثابت نہیں کیونکہ اکثر روایات تو اس بارے میں موضوع ہیں، اور بعض جو موضوع نہیں وہ بھی بہت ضعیف ہیں اس لیے اس روزہ کے متعلق سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا جاوے۔

فضائل اعمال میں جو ضعیف روایت پر عمل جائز ہے اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ اس فضیلت کا اعتقاد نہ کرے، صرف احتمال کی بنا پر توقع رکھ کر عمل کرلے۔ اگر کوئی شخص ہزار روزے کے برابر ثواب نہ سمجھے بلکہ ویسے ہی فضیلت کا دن ہونے کے سبب روزہ رکھے تو اس میں مضائقہ نہیں جیسا کہ ''شامی'' وغیرہ میں تصریح ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو روایت ہے کہ وہ ۲۷/رجب کو روزہ رکھنے سے منع کرتے تھے حتیٰ کہ اس روز لوگوں کو ہاتھ پکڑ کر کھانا کھانے پر مجبور کرتے تھے، اس کی یہی وجہ ہے کہ عام طور پر کسی فعل کو کرنے سے عوام اس کو سنت ہی سمجھنے لگتے ہیں۔ اس واسطے اس روزہ کا اہتمام ان روزوں کی طرح نہ کرنا چاہئے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں، مثلاً محرم اور شب براءت کا روزہ۔

بعض لوگوں سے معلوم ہوا ہے کہ اس مہینہ میں تبارک کی روٹیاں بھی پکتی ہیں، سو اس کی شریعت میں کوئی بھی اصل نہیں، محض من گھڑت بات ہے، اس سے احتراز کلی لازم ہے۔ بلا سند شرعی کسی بات کو باعث عذاب یا باعث ثواب سمجھنا احداث فی الدین اور گمراہی ہے۔ خدا سب مسلمانوں کو تمام بدعات سے محفوظ رکھے، آمین۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

''المدونۃ الجامعۃ'' کی اشاعت

علماء اور محققین کے لیے ایک پرمسرت واقعہ

حمد وستائش اس ذات کے لیے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله رب العالمین،والصلوٰہ والسلام علیٰ رسوله الكريم،وعلیٰ آله واصحابه اجمعین۔

جامعہ دارالعلوم کراچی میں تدوین احادیث کا جو اہم کام پچھلے پندرہ سال سے جاری تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پچھلے مہینے اس کا ایک اہم مرحلہ مکمل ہوکر ''المدونۃ الجامعۃ للاحادیث المرویۃ عن النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم'' کے نام سے پہلی جلد کی شکل میں شائع ہوگیا ہے۔ اب تک دارالعلوم میں یہ کام الحمدللہ تعالیٰ خاموشی کے ساتھ کسی تشہیر کے بغیر جاری تھا، اور اس کا کوئی تعارف بھی شائع نہیں کیا گیا تھا۔ اب جبکہ اس کی پہلی جلد بفضلہٖ تعالیٰ منظر عام پر آگئی ہے، تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس خوشی کے موقع پر اہل علم کے سامنے اس منصوبے کا مختصر تعارف پیش کر دیا جائے۔ اس لیے ذیل میں اس کا پورا پس منظر اور اس کی تفصیل پیش خدمت ہے:

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اس امت نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی جو خدمت کی ہے، اس کی کوئی نظیر کسی بھی مذہب وملت میں موجود نہیں

ہے۔احادیث کے سینکڑوں مجموعے مختلف انداز واسلوب سے تیار کئے گئے ہیں،جن میں سے ہرایک افادیت کا حامل ہے۔پھراحادیث کوان مجموعوں میں تلاش کرنے کے لیے بھی ہردور میں بڑی عظیم الشان خدمتیں انجام دی گئی ہیں جن کی تفصیل اہل علم کومعلوم ہے۔ اوراب کمپیوٹر کے دور میں احادیث کوتلاش کرنے کے لیے بھی مختلف پروگرام وضع کئے گئے ہیں جن کی اہمیت ناقابل انکار ہے۔لیکن حدیث پاک کی خدمت ایک ایساموضوع ہے جس میں نئے نئے گوشے اب بھی سامنے آتے رہتے ہیں۔۔

تقریباً پندرہ سال پہلے میرے ایک دوست نے (جواپنانام بھی ظاہرنہیں کرنا چاہتے)میرے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ کسی طرح تمام احادیث پرایسے نمبر پڑجائیں جو عالمی طور پرمسلم ہوں۔اس وقت اگرکسی حدیث کا حوالہ دیاجاتاہے،توجس کتاب میں وہ مروی ہے،اس کے یاتوصفحات نمبرکاحوالہ دیاجاتاہے،یاجن احادیث پرنمبرڈالے گئے ہیں ،اس کتاب کے لحاظ سے اس کانمبرذکرکیاجاتاہے،لیکن نسخوں کے اختلاف سے بکثرت ان میں تبدیلی پیداہوتی رہتی ہے،اس لیے وہ حوالہ بسااوقات حدیث نکالنے کے لیے کافی نہیں ہوتا۔پھراحادیث کی تخریج کے وقت بہت سی کتابوں کاذکرکرناہوتاہے، پھر بھی بعض کتابوں کی روایت چھوٹ جاتی ہے۔تجویزیہ تھی کہ بلاتشبیہ جس طرح قرآن کریم کی آیات کاحوالہ دینے کے لیے سورت نمبراورآیت نمبرکاحوالہ دیدیناکافی ہوتاہے،اوریہ نمبرنسخوں کے اختلاف سے بدلتانہیں ہے،اسی طرح کسی حدیث کاحوالہ دینے کے لیے صرف حدیث نمبرکاذکرکردینے سےاس حدیث کی تمام تفصیلات یکجادستیاب ہوجائیں۔

مجھے ذاتی طورپریہ تجویزپسندآئی،لیکن ظاہرہے کہ اس پرعمل کے لیےضروری تھا کہ احادیث کاایک نیامجموعہ تیارکیاجائے ،جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب تمام احادیث کااستقصاء کرکے احادیث پرعالمی نمبرڈالے جائیں۔اب تک احادیث کے جتنے مجموعے تیارہوئے ہیں،ان میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس میں

احادیث کی تمام روایتوں کا استقصاء کیا گیا ہے، اس لیے اس کام کی اہمیت کے ساتھ اس کا حجم اوراس کے متعلق مسائل اتنے زیادہ تھے کہ اس کے تمام پہلوؤں پر علماء کی کسی مجلس میں غور کرنا ضروری تھا۔ اس لیے جن صاحب نے یہ تجویز پیش کی تھی، انہوں نے چاہا کہ اس موضوع پر ان علماء کی ایک مجلس منعقد کی جائے جو علم حدیث اور فہارس کے کام کا تجربہ رکھتے ہیں، چنانچہ انہوں نے ۵/اور ۷/رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ کو مکہ مکرمہ میں ایک اجتماع منعقد کیا جس میں راقم الحروف اور حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کے علاوہ حضرت مولانا ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب، شیخ یوسف قرضاوی صاحب، ڈاکٹر عبدالملک بن بکر القاضی (صاحب دیوان السنن والآثار)، شیخ محمود الطحان، ڈاکٹر عبدالستار ابوغدہ اور شیخ یعقوب نظامی نے شرکت کی۔ سب نے اس تجویز کو پسند کرکے اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا۔ اجتماع کے دوران کام کے مختلف طریقوں پر گفتگو ہوئی، متعدد تجویزیں سامنے آئیں۔ آخرکار ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب کی تجویز پر یہ طے ہوا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر دارالعلوم کراچی میں بندہ کی نگرانی میں سادگی سے شروع کردیا جائے۔

اس طرح دارالعلوم کراچی میں ایک مستقل شعبہ ''موسوعۃ الحدیث'' کے نام سے قائم کیا گیا، اوراس کے منہج عمل کو طے کرکے مولانعیم اشرف صاحب کو اس شعبے کا ناظم مقرر کیا گیا۔ دارالعلوم ہی کے قابل فضلاء پر مشتمل ایک مختصر جماعت تشکیل دی گئی، اوراس نے پندرہ سال پہلے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر محدود وسائل کے ساتھ کام شروع کردیا۔ شروع میں مختلف تجربات کے بعد یہ طے کیا گیا کہ اس ''مدونۃ'' میں حدیث کی تمام دستیاب کتب کا احاطہ کیا جائے، تاکہ تمام دستیاب احادیث اوران کے مختلف طرق کو یکجا کرکے احادیث پر نمبر لگائے جاسکیں۔

چنانچہ کام یہ منہج مقرر کیا گیا کہ حدیث کی اسی (۸۰) کتابوں سے تو ان کی تمام احادیث سند اور متن کے ساتھ لی جائیں، اوران کے تمام طرق کو بھی ذکر کیا جائے، کیونکہ

یہ اسی کتابیں وہ ہیں جن کا حوالہ بکثرت آتا ہے، اور احادیث کا بیشتر ذخیرہ انہی کتابوں میں موجود ہے اور ان کے مؤلفین نے اپنی سند سے احادیث کو ذکر کیا ہے۔ ان اسی کتابوں کے علاوہ بھی بہت سی کتب حدیث ہیں جن کے مؤلفین اپنی سند سے احادیث ذکر کرتے ہیں (ایسی احادیث کی تعداد اب تک سات سوانیس تک پہنچ چکی ہے) ان کا بھی بالاستیعاب تصفح کیا جائے، اور ان کتب میں سے صرف وہ احادیث (افراد) منتخب کی جائیں جو مذکورہ بالا اسی کتابوں میں موجود نہ ہوں۔ دونوں صورتوں میں مختلف طرق کے متن میں اگر کوئی اہم اختلاف ہو، تو اسے بھی ذکر کیا جائے۔ اور ان کی اسنادی حیثیت کے بارے میں اگر متقدمین کی رائے دستیاب ہو تو اسے بھی بیان کیا جائے۔

مذکورہ سات سوننانوے (۷۹۹) کتابوں کے مطبوعہ اور مخطوطہ نسخوں کی مراجعت کی گئی، بہت سی احادیث ایسی بھی ملیں جو ان کتابوں کے دستیاب نسخوں میں موجود نہیں ہیں، لیکن کتب تخریج، شروح حدیث یا تفسیر وغیرہ کی کتابوں میں وہ ان میں سے کسی کتاب کے حوالے سے منقول ہیں، اس لیے ایسی احادیث کو شامل کرنے کے لیے کتب تخریج، شروح حدیث یا تفسیر وغیرہ کا بھی فی الجملہ جائزہ لیا گیا، ایسی کتابوں کی تعداد ایک سو گیارہ (۱۱۱) ہے۔ اس طرح تمام وہ مصادر جن سے احادیث لی گئی ہیں، ان کی مجموعی تعداد اس وقت تک نو سو دس (۹۱۰) ہے۔

اس پر غور کیا گیا کہ کتاب کو احادیث کے حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کیا جائے، یا ابواب کی ترتیب پر۔ پھر یہ طے پایا کہ احادیث، اور خاص طور پر فعلی احادیث کے مختلف طرق کے متن چونکہ مختلف ہوتے ہیں، اس لیے حروف تہجی کی ترتیب مفید نہیں ہوگی۔ چنانچہ کتاب کو ابواب ہی کی ترتیب پر مرتب کیا جا رہا ہے، البتہ ابواب کے عنوانات قائم کرنے میں اس بات کا خیال رکھا ہے کہ ان پر کسی خاص فقہی یا کلامی مکتب فکر کی چھاپ نہ ہو۔ اور طریق کار یہ ہے کہ ہر باب کے تحت احادیث کے ایسے طریق کو ''حدیث مختار'' قرار دیا جاتا

ہے جو سند کے اعتبار سے دوسرے طرق سے زیادہ قوی ہو، اور اسے پوری سند کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے۔اس کے بعد وہ حدیث اگر کسی طریق میں سب سے زیادہ جامع سیاق میں آئی ہو، اس کو ''الطریق الاجمع'' کے عنوان سے سند کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے جس سے بسا اوقات اس حدیث کا پورا پس منظر سامنے آجاتا ہے۔پھر جس صحابی سے وہ حدیث مروی ہے، اس کی روایات کے تمام طرق جس جس حدیث کی کتاب میں آئے ہوں، ان سب کو ذکر کیا جاتا ہے، اور اگر ان میں الفاظ کا کوئی اہم اختلاف ہو تو اسے بھی بیان کیا جاتا ہے۔پھر ''حدیث مختار'' کو ایک عالمی نمبر دیدیا جاتا ہے۔پھر بسا اوقات ایک ہی حدیث کا متن ایک سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہوتا ہے، تو ان تمام صحابہ کرام کی احادیث کو ''شاہد'' کے طور پر ذکر کر کے ان کو ایک فرعی نمبر دیدجا تا ہے۔

مثلاً کتاب کو حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' سے شروع کیا گیا ہے۔اس حدیث کا سب سے صحیح طریق وہ ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔چنانچہ اسے ''حدیث مختار'' قرار دے کر اسے سند کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، پھر اس کے جتنے طرق صحیح بخاری ہی میں دوسری جگہ یا حدیث کی دوسری کتابوں میں مروی ہیں، انہیں الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔اس طرح اس حدیث کے مختلف طرق کتابوں سے ذکر کئے گئے ہیں۔اور اس حدیث اور اس کے تمام طرق کو نمبر ایک دیا گیا ہے۔پھر یہی حدیث امام ابونعیم رحمہ اللہ کی ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے، اسے ایک فرعی نمبر دے کر 1/1 قرار دیا گیا ہے، پھر یہی حدیث طبرانی کی ''معجم کبیر'' میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اسے 2/1 نمبر دیا گیا ہے۔یہی حدیث ابن عساکر کی ''تاریخ دمشق'' میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔اسے 3/1 نمبر دیا گیا۔حاکم کی ''تاریخ نیشاپور'' میں یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اسے 4/1 نمبر دیا گیا۔محمد بن

یاسرالجیانی نے یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اسے 5/1 نمبر دیا گیا ہے۔تاریخ حاکم میں یہ حدیث حضرت ہزال بن یزید اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے 6/1 نمبر دیا گیا۔ابن بکار کی ''اخبارالمدینۃ'' میں یہ محمد بن ابراہیم بن حارث سے مرسلاً مروی ہے، اس کا نمبر 7/1 قرار دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ حدیث جتنے دستیاب مصادر میں جہاں کہیں مروی ہے، اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔اب اس حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے حدیث نمبرایک کہہ دینا کافی ہے، اور اس ''مدونہ'' میں پہلے نمبر پر وہ اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ یکجا دستیاب ہو جائے گی۔

مجوزہ خاکہ کے مطابق جب اس کام کا ابتدائی حصہ تیار ہوا تو مناسب سمجھا گیا کہ اس کام کو مذکورہ بالا علماء کی مشاورتی کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے، لہٰذا اس مقصد کے لیے مولانا نعیم اشرف صاحب نے تیار شدہ کام کو اس کمیٹی کے اراکین کی خدمت میں پیش کیا جس کو ان حضرات نے پسند و منظور کیا۔البتہ اس موقعہ پر ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی صاحب نے یہ مفید مشورہ دیا کہ اس سارے کام کو ابھی سے کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ رائے اس لحاظ سے بہت وقیع محسوس ہوئی کہ اس سے نہ صرف کام کے دوران مدد ملے گی بلکہ تکمیل کے بعد مختلف پلیٹ فارمز پر اس کی اشاعت آسان ہو جائے گی۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی اس تجویز پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا اور مولانا نعیم اشرف صاحب نے احادیث کی ڈیٹا انٹری کے لیے ایک جامع کمپیوٹر سافٹ ویئر کا خاکہ تیار کیا جس کے ذریعہ اس منصوبے کے تمام مقاصد کو عمدہ طریقہ سے حاصل کیا جا سکے جن میں ڈیٹا بیس کی تیاری اور کتابی شکل میں اور مستقبل میں انٹرنیٹ پر اشاعت بھی شامل تھی۔

الحمدللہ دینی جذبہ سے سرشار بعض کمپیوٹر پروگرامرز نے (جن میں ماس آئی ٹی کے

جناب محمد علی صاحب اور جناب محمد یاسر نسیم صاحب اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں، سرفہرست ہیں) مولانا نعیم اشرف صاحب کے تیار کردہ خاکے اور ہدایات کے مطابق ایک جامع کمپیوٹر سافٹ ویئر تیار کردیا جس کی مدد سے اب یہ عظیم الشان کام انجام دیا جارہا ہے۔

الحمدللہ تعالیٰ اب تک مختلف ابواب کے تحت جن احادیث پر کام مکمل ہوا ہے، ان کی تعداد سترہ ہزار دوسو بانوے (۱۷۲۹۲) ہے، جن میں سترہ ہزار چار سو باون (۱۷۴۵۲) شواہد ہیں، اوران کے مختلف طرق جن کا ذکر کیا گیا ہے ان کی مجموعی تعداد تین لاکھ اڑتیس ہزار آٹھ سو پینتیس (۳۳۸۸۳۵) ہے۔

اس کے بعد کام مسلسل جاری ہے، احادیث اور طرق کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے لیکن فی الحال کام کی پہلی جلد جو پوری ''کتاب الایمان'' پر مشتمل ہے جس میں موجود احادیث کی تعداد چار سو پینتالیس (۴۴۵) جبکہ شواہد کی تعداد پانچ سو سات (۵۰۷) اور طرق کی مجموعی تعداد نو ہزار دوسو چھیاسی (۹۲۸۶) ہے، بیروت کے نشری ادارے ''دارالقلم'' کے تعاون سے طباعت کے اعلیٰ معیار پر شائع کردی گئی ہے، اوراب ان شاء اللہ دوسری جلدیں بھی ممکنہ تیز رفتاری سے شائع ہونے کی امید ہے۔جن باحثین اور محققین نے مولانا نعیم اشرف صاحب کے زیر قیادت یہ خدمت انجام دی ہے، وہ سب دارالعلوم کراچی کے فضلاء ہیں اوران کے نام یہ ہیں:

مولانا مکرم حسین اختر، مولانا محمد عباس ڈیروی، مولانا عبدالرحمٰن اویس مرغزی، مولانا محمود حسن کملائی، مولانا عنایت الرحمٰن وحید، مولانا عبدالرحمٰن حمیدی، مولانا عبدالعزیز سندھی، مولانا محمد تیمور مرغزی، مولانا عبیداللہ انور ملتانی، اور مولانا محمد طیب حسینی۔

ان حضرات نے جس لگن، عرق ریزی اور قناعت کے ساتھ یہ کام کیا ہے، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اس عظیم خدمت کو اپنی بارگاہ میں

شرف قبولیت عطا فرمائیں، اور اگلے کام کے لیے توفیق مزید سے نوازیں، آمین۔

راقم الحروف نے کام کی ایک ایک حدیث اور ایک ایک طریق کی مراجعت کی ہے، اور مشورے دیے ہیں، اور اس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے یہ کام جو بڑی بڑی اکیڈمیوں کا کام تھا، سادگی کے ساتھ انجام پا رہا ہے۔

قارئین سے اس دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے صدق واخلاص کے ساتھ بعافیت پایۂ تکمیل تک پہنچائیں، کیونکہ اب بھی جو کام باقی ہے، اس کا حجم بہت بڑا ہے، اور اندازہ یہ ہے کہ کام کی تکمیل کم از کم چالیس جلدوں تک جائے گی، اور ہوسکتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ۔ اس وقت پہلی جلد شائع کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ بہرحال ایک بشری کوشش ہے، اور اس میں فروگزاشتیں بھی ہوسکتی ہیں، اہل علم اور خاص طور پر علم حدیث سے مناسبت رکھنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس کوشش کا جائزہ لے کر اگر کوئی مفید مشورے ذہن میں آئیں، تو ان سے مطلع فرمائیں۔ فی الحال بیروت سے بہت محدود تعداد میں نسخے ہوائی جہاز کے ذریعہ پہنچے ہیں، اور باقی بحری جہاز سے منگوائے جا رہے ہیں جن کے پہنچنے میں ایک دو مہینے لگ سکتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس متواضع کوشش میں برکت عطا فرما کر اسے حدیث پاک کی خدمت کا ایک اہم سنگ میل بنا دیں، اور یہ آنے والی نسلوں کے لیے حدیث کے جامع ترین مرجع کی حیثیت اختیار کر لے۔ آمین ثم آمین

(بشکریہ ''البلاغ'' صفر المظفر ۱۴۳۹ھ)

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

سیرتِ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قسط (۱)

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ نے 1983-02-19 کو جامع مسجد حقانیہ میں جمعۃ المبارک کے موقع پر سیرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر نہایت مفصل، پرمغز اور جاندار خطاب فرمایا جسے مولانا ز عفران سلمہ مدرس جامعہ ھذا اور محترم حافظ دلشاد حبیب صاحب کے تعاون سے شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

بعد خطبہ مسنونہ.........................۔

أعوذ باللّٰه من الشّیطٰن الرجیم بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحیم "إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّناً وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ وَلَوْلا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَآ أَن نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُواْ لِمِثْلِهِ أَبَداً إِن كُنتُم مُّؤْمِنِين۔" (سورۃ النور: ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: جب کہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم اس کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات تھی۔ اور تم نے جب اس (بات) کو (اول) سنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں معاذ اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو۔ (بیان القرآن)

اٹھارویں پارہ کے دوسرے رکوع کی آیاتِ کریمہ ہیں۔ ان آیتوں کا اور ان سے پہلے والی آیتوں کا تعلق اس واقعہ سے ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آیا۔ گزشتہ جمعہ اور گزشتہ سے پیوستہ جمعہ میں نبی کریم ﷺ کی وفاتِ شریفہ اور آپ کے وصال مبارک کا بیان ہوتا رہا۔ اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں آپ ﷺ کا دفن ہونا اور وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے قریب ہونا بلکہ آپ رضی اللہ عنہا کی جھولی میں نبی کریم ﷺ کا سر مبارک ہونا، یہ بیان کیا تھا۔

فضیلتِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کو ازواجِ مطہرات میں سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تھی۔ یوں تو نبی ﷺ کی سب بیویاں امت مسلمہ کی مائیں ہیں اور نبی ﷺ کے اس ازدواجی رشتے کی وجہ سے ہمارے لئے قابلِ احترام اور واجب التعظیم ہیں۔ مگر خصوصیت سے جو شرف، فضیلت اور کمالات اللہ تعالی نے آپ کو عطا فرمائے ان کی وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی تمام بیویوں میں وہ امتیازی شان کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ کی خصوصیات اور کمالات بہت ہیں۔ مگر ان میں سے جو زیادہ اہم ہے وہ اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے۔

سفر کے لئے ازواج کے درمیان قرعہ ڈالنا

نبی کریم ﷺ کے ایک سفر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ آپ ﷺ کا اپنا طرز مبارک یہ تھا کہ جب آپ ﷺ سفر میں جاتے تو کسی ایک بیوی کو ساتھ لے جاتے اور اختلاف کی صورت میں قرعہ اندازی کر لیتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اس کو ساتھ لے لیتے۔ نبی کریم ﷺ میں عدل اور انصاف عجیب تھا کہ سفر کے اندر باوجودیکہ کوئی پابندی نہیں تھی، جس کو چاہیں ساتھ لے جائیں اجازت ہے لیکن پھر بھی آپ ﷺ عدل کی اتنی رعایت کرتے تھے تاکہ آپ کی بیویوں کا دل میلا اور ان کی طبیعت پر گرانی نہ ہو۔ اس لئے قرعہ ڈال لیتے تھے، قرعہ میں جس کا نام آتا تھا وہ آپ کے ساتھ ہو جاتیں۔

بیویوں کے ساتھ حسنِ معاشرت

نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ میں آپ کا اپنی بیویوں کے ساتھ جو برتاؤ ہے، یہ نبی کی سیرت کے بہت اعلیٰ درجے کے اوصاف ہیں اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ان کی دلجوئی کی جائے، ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کیا جائے اور ان کی ناز برداری کی جائے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا عدل و انصاف

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی آخری زمانہ میں ہم جیسے کمزور لوگوں کے لئے

دوشادیاں کر کے عدل کا ایک بہترین نمونہ ظاہر کیا۔حضرت تھانوی رحمہ اللہ ایک دن ایک بیوی کے مکان میں اور ایک دن دوسری بیوی کے مکان میں رہتے تھے۔دو بیویوں کی دو الگ الگ مکانوں میں رہائش رکھوائی۔حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جتنی دیر ایک بیوی کے مکان میں رہتا ہوں، اتنی ہی دیر دوسری بیوی کے مکان میں رہتا ہوں۔یہ بے انصافی کی بات ہے کہ ایک بیوی کے پاس کم رہے اور دوسری کے پاس زیادہ۔اور حضرت فرماتے تھے کہ جس مکان میں، میں رہتا ہوں اس میں ہوتے ہوئے دوسرے مکان کی طرف دل سے خیال کرنے کو بھی میں انصاف کے خلاف سمجھتا ہوں۔دوسری طرف خیال بھی نہ آوے۔

ان اللہ والوں نے عدل کا اتنا گہرا سبق نبی کریم ﷺ کی سیرت سے ہی حاصل کیا ہے۔

سیرت پر عمل کرنا

ہم سیرت کی کتابیں پڑھتے، سنتے ہیں اور پڑھ سن کر آگے کو گزر جاتے ہیں۔نبی ﷺ کے واقعات سنے اور کچھ اچھا معلوم ہو گیا تو بس سبحان اللہ کہہ کر آگے چل دیے۔عمل کی جو دعوت ہے یہ ہم میں بہت کم ہے۔اور ان اللہ والوں کا یہ حال تھا کہ جو بات نبی ﷺ کی سیرت میں دیکھی، اس پر عمل شروع کر دیا۔نبی کریم ﷺ کا بیویوں کے درمیان جو عدل ہے وہ بہت ہی عجیب اور سبق آموز ہے۔اور سبق آمیزی کے ساتھ مشکل اور امتحان بھی ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا طرز عمل

ایک مرتبہ بڑی پیرانی صاحبہ نے ناز میں آ کر حضرت سے کہا کہ آپ نے دوشادیاں کر کے اپنے مریدوں کے لئے دوشادیاں کرنے کا راستہ کھول دیا۔تو حضرت نے فرمایا تم بات سمجھی نہیں۔میں نے جو دوشادیاں کیں اور پھر ان میں جو عدل وانصاف کا معیار رکھا ہے۔میرے تعلق رکھنے والے اور مجھ سے محبت رکھنے والے وہ اس طرز کو بھی دیکھتے ہیں۔جب اس کو دیکھیں گے تو ان کو سمجھ آ جائے گی کہ اتنا باریک عدل کرنا مشکل ہے۔میں نے یہ کام کر کے دوشادیاں کرنے کا راستہ بند کر دیا ہے۔کوئی اتنا عدل کر سکے گا تو دوشادیاں کرے گا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کمال احتیاط

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ہاں ایک شخص تربوز لایا اور کہنے لگا حضرت میں آپ کے لئے تربوز لایا ہوں۔حضرت نے فرمایا: تربوز لائے ہو؟ کہا جی حضرت !دو تربوز لایا ہوں۔فرمایا دو کیوں لائے ہو؟ کہنے لگا: میں نے سنا ہے کہ آپ کی دو بیویاں ہیں۔آپ انصاف سے برتاؤ کرتے ہیں۔تا کہ ایک تربوز ایک بیوی کو اور دوسرا تربوز دوسری بیوی کو دیں۔فرمایا یہ بات تو تم نے سمجھ لی کہ دو تربوز چاہئیں لیکن تم کو یہ کیسے معلوم ہے کہ اندر سے بھی ایک جیسے نکلیں گے۔سبحان اللہ! اندر سے دونوں میٹھے نکلیں گے یا پھیکے نکلیں گے؟اس لیے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان دونوں کو چاقو سے آدھ آدھ کیا اور حضرت کی خانقاہ کی بیٹھک میں جہاں مجلس ہوتی تھی وہاں ایک کانٹے والی چھوٹی ترازو رکھی تھی،ایک ٹکڑا اس طرف ایک ٹکڑا دوسری طرف رکھا۔دو تربوزوں میں سے دو ٹکڑے الگ الگ کر کے آدھے آدھے دونوں جگہ تول کر بھیجے۔کوئی اور پھل یا چیز آتی تھی تو اس کی بھی یونہی تقسیم ہوتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہونا

ہجرت سے تقریباً چار یا پانچ سال بعد ایک واقعہ پیش آیا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سفر میں تھیں اور ایک جگہ راستے میں ان کا قیام ہوا تھا۔ ان کی بڑی بہن جن کا نام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ہے اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی بیٹی ہیں۔ان سے عاریتاً ہار لیا ہوا تھا،وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا۔اس کی تلاش میں دیر ہو گئی۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس واقعہ میں امت کی راہنمائی کے لئے ایک بہت بڑے اصول کی تعلیم دینا مقصود تھی،اس کا یہ ایک بہانہ اور سبب بن گیا۔

چنانچہ قافلہ چل دیا۔ازواجِ مطہرات کے لئے ہودج اونٹ کے اوپر اس طرح بنایا جاتا تھا کہ اندر سے کوئی چیز باہر نظر نہیں آتی تھی، پردہ اس طرح ہوتا تھا۔

احادیث اور سیرت کی کتب میں نبی کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حالات

کو پڑھو تو معلوم ہوگا کہ ہودج اس طرح بنایا جاتا تھا کہ جس کے اندر پردہ ہوتا تھا کہ باہر کی کوئی چیز نظر نہ آئے۔اس طرح کا پردہ جب مضبوطی کے ساتھ ہو تو پھر کیا اندازہ ہوسکتا ہے کہ ہودج میں کوئی ہے یا نہیں؟ قافلے کے اونٹ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چھوڑ کے چلے گئے تھے۔قافلے کی گری پڑی اشیاء اٹھانے کے لئے جو دستہ مقرر تھا،ان میں ایک بدری صحابی حضرت صفوان رضی اللہ عنہ جو بڑی عمر کے تھے اور بڑے متقی تھے، وہ بھی قافلے کے پیچھے چل رہے تھے۔ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے اونٹ سے اتر کر خود نکیل پکڑ لی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اونٹ پر سوار کرلیا اور ساتھ لے گئے۔پڑاؤ جہاں تھا وہاں تک پہنچادیا۔منافقین نے اور خاص کر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے اس بات کو پھیلایا اور طعنے،عیب جوئی اور تہمت تراشی شروع کردی۔نبی کریم ﷺ کو اس بات کا کوئی خیال نہ تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی کوئی خبر نہ تھی۔منافقین میں یہ بات پھیل گئی اور اس بات کا کافی چرچا شروع ہوا۔

واقعۂ افک

بخاری شریف اور مسلم شریف میں یہ واقعہ بڑی تفصیل سے آیا ہے۔اس کو ”واقعۂ افک“ کہا جاتا ہے۔عربی میں افک کہتے ہیں جھوٹی بات بنا کر تہمت لگانا۔قرآن کریم نے بھی اس کو افک کے لفظ سے ذکر کیا۔

”إِنَّ الَّذِينَ جَآءُوا بِالإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لاَ تَحْسَبُوهُ شَرّاً لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِىءٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الإِثْمِ وَالَّذِى تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ“۔(سورۃ النور:١١)

ترجمہ:جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت) برپا کیا ہے (اے مسلمانو) وہ تمہارے میں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے۔تم اس (طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو (بلکہ یہ باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں

سے ہر شخص کو جتنا کسی نے کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کو سخت سزا ہوگی۔ (بیان القرآن)

اٹھارویں پارے میں سورہ نور کا دوسرا رکوع یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ منافقین کی طرف سے یہ ایک جھوٹی تہمت اور تراشی ہوئی بات ظاہر ہوئی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے لئے اس سے زیادہ اور کیا چیز تکلیف دہ ہوسکتی تھی کہ رئیس المنافقین اور اس کے گروہ نے آپ ﷺ کی عزت پر حملہ کیا۔ اللہ تبارک وتعالی کی مہربانی ہوئی کہ ایسے عجیب انداز میں اللہ تعالی نے اپنے کلام میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صفائی بیان فرمائی۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی براءت وفضیلت کا ایسے انداز میں تذکرہ فرمایا کہ یہ واقعہ ان کے کمالات اور درجات میں اضافے کا سبب بن گیا۔

دشمن تو دشمنی اور برائی ہی کرتا ہے لیکن اللہ تعالی نے اس کو بدل کر عظمت اور فضیلت کا سبب بنا دیا۔ نبی کریم اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور سارے محبت کرنے والوں کا دل دُکھانا اور معاشرے میں گرانا مقصد تھا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی واقعہ کو اور بھی زیادہ معاشرے میں عظمت کا سبب بنا دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت وعظمت

اس واقعہ کے اندر دس آیات نازل ہوئیں۔ اور ان آیتوں میں امت کو جو تعلیم اور ہدایات دی گئیں، وہ قیامت تک کے لئے ایک سبق اور اسوہ بن گئیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی غلط تہمت لگائے تو اس کو دنیا اور دین میں کیا گھاٹا ہے؟ اور دنیا میں اس کی کیا سزا ہے؟ یہ ہمیشہ کے لئے قانون بنا دیا۔ اور اللہ تعالی کے ہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جو بڑائی اور عظمت تھی وہ بھی ظاہر ہوئی۔ اور قیامت تک مسجدوں، محرابوں میں زور زور سے کھولی اور پڑھی جاتی رہے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے یہ تو خیال تھا کہ میرے بارے میں نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے اطلاع دے دی جائے گی

اور آپ ﷺ کو بتا دیا جائے گا۔لیکن مجھے یہ خیال نہیں تھا کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے قرآن میں بھی میرا واقعہ نازل فرمائیں گے۔ یہ اللہ کی مجھ پر بڑی مہربانی ہوئی۔

میرے عزیزو! یہ واقعہ بڑا لمبا ہے میں نے اس واقعہ کو مختصراً عرض کیا ہے۔

تہمت کی سزا

کافروں اور منافقین نے سازش کی اور ایک بے گناہ پر تہمت لگائی۔تو دنیا وآخرت میں عذاب میں گرفتار ہوئے۔اللہ تعالی نے ہمیشہ کے لئے قانون بنا دیا کہ جب کوئی کسی پر تہمت لگائے اور اسے ثابت نہ کر سکے تو:

”وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُواْ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُواْ لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً“۔(سورۃ النور:۴)

ترجمہ:اور جو لوگ (زنا) کی تہمت لگائیں پاک دامن عورتوں کو، پھر چار گواہ (اپنے دعوے پر) نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی درّے لگاؤ اور ان کی (کوئی) گواہی قبول مت کرو۔(بیان القرآن)

ایسے جھوٹے کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں۔ یہ تو دنیا کی ایک سزا ہوئی اور آگے یہ فرمایا:”وَلَا تَقْبَلُواْ لَهُمْ شَهَادَةً أَبَداً“ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کو شہادت کے لیے نا قابل قرار دے دیا جائے،کبھی بھی اس کی شہادت قبول نہ ہو۔ یہ تو قرآن کریم نے اس کے لئے دنیا میں فیصلہ کیا۔ پھر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالی معاف فرمانے والے ہیں۔لیکن اگر توبہ نہ کی تو:

”لُعِنُوا فِی الدُّنْيا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذابٌ عَظِيمٌ“(سورۃ النور:۲۳)

ترجمہ:ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔(بیان القرآن) دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ملعون قرار دے دیا جائے گا۔

(جاری...........)

مترجم: عبدالناصر ترمذی

خود پسندی........ایک مہلک مرض

علامہ عبدالوھاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۹۷ھ۔۹۷۳ھ) مصر میں بہت بڑے ولی اللہ اور صوفی بزرگ گزرے ہیں۔آپ شریعت وطریقت کے جامع تھے، اس لیے آپ کی کتب علماء اور صوفیا حضرات دونوں میں مقبول ہیں۔تصوف کے موضوع پر آپ کی بہت سی کتب کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ زیر نظر مضمون ''خود پسندی....ایک مہلک مرض'' آپ کی مشہور کتاب ''تنبیہ المغترین'' کے باب چہارم کے کچھ حصہ کا ترجمہ ہے، جس میں خود پسندی اور عجب کی قباحت وشناعت کو بیان کرنے کی ساتھ تواضع کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔(از مترجم)

خود پسندی

اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ وہ خود پسندی کا شکار نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ اپنے نیک اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں، بلکہ وہ خود کو نیک اعمال کے ہوتے ہوئے بھی عذاب کا مستحق سمجھتے ہیں چہ جائیکہ گناہ، کیونکہ وہ اپنے نیک اعمال میں بھی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کو محسوس کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے چراغ ایسے ہیں کہ جنہیں ہواؤں نے بجھا دیا اور بہت سی عبادتیں ایسی ہیں کہ جنہیں خود پسندی نے تباہ کر دیا۔

حضرت وہب بن منبہ فرمایا کرتے تھے کہ: ایک لمحہ جس میں انسان خود کو حقیر سمجھے وہ اس کے لیے ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

بری عبادت

حضرت ابوعبداللہ انطا کی فرمایا کرتے تھے کہ: سب سے بری عبادت وہ ہے جو بندے کو اس کی برائیاں بھلا دے اور نیکیاں یاد دلا دے، جس کی وجہ سے وہ اعمال پر بھروسہ کرنے لگے اور لوگوں کے درمیان مغرور ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پہنچے کہ اس

کے نامہ اعمال میں کوئی نیک عمل نہ ہو اور وہ یہ سمجھ رہا ہو کہ وہ صالحین میں سے ہے۔

خود پسندی کا وبال

امام شعبی فرمایا کرتے تھے کہ: ایک آدمی جو بہت ہی فضل وکمال والا تھا جب وہ چلتا تھا تو بادل اس پر سایہ کرتے تھے، جب اس کے ایک ساتھی نے یہ ماجرا دیکھا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں اس کے ساتھ چلا تو شاید مجھے بھی کچھ برکت حاصل ہو جائے، اس آدمی نے جس پر بادل سایہ کئے ہوئے تھے جب یہ دیکھا کہ لوگ اس کے سایہ میں چل رہے ہیں تو وہ خود پسندی میں مبتلا ہو گیا، چنانچہ جب وہ دونوں آدمی جدا ہوئے تو بادل دوسرے آدمی کے ساتھ چلا گیا۔ یہ خود پسندی کا وبال تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے کہ: تیری توبہ کے سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور تیرے عمل کے خالص ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تو خود پسندی چھوڑ دے اور تیرے شکر کے سچے ہونے کی علامات یہ ہے کہ تو اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی حالت

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیا، انہیں خود پسندی کا خوف محسوس ہوا تو انہوں نے کلام کو درمیان میں چھوڑ دیا اور ایسی بات شروع کر دی جس میں خود پسندی نہیں تھی۔

اور آپ جب کوئی چیز لکھتے اور اس میں خود پسندی کا خوف محسوس کرتے تو اسے مٹا دیتے اور فرماتے اے اللہ! میں اپنے نفس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت سفیان ثوری کی احتیاط

حضرت سفیان ثوری نے جب اپنے حلقۂ درس کو وسیع ہوتے دیکھا تو سہم کر

جلدی سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! ہم پکڑے گئے اور ہمیں خبر بھی نہیں ہوئی، ایک دن لوگ آپ کے پیچھے چل پڑے اور یہ بات سن کر انہوں نے کہا کہ آپ جیسے آدمی کو اس بات سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے تو آپ نے فرمایا میں اس معاملہ میں لوگوں سے زیادہ خوف محسوس کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے گھٹیا اخلاق کا علم ہے اور اللہ کی قسم! اگر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے ان جیسی مجلسوں میں بیٹھا ہوا دیکھ لیتے تو دُرّے سے مارتے اور فرماتے کہ تیرے جیسا آدمی اس کام کا اہل نہیں ہے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ فرمایا کرتے تھے کہ: اگر میں رات سو کر گزاروں اور صبح کو مجھے اس پر ندامت ہو تو یہ مجھے اس بات سے پسند ہے کہ میں ساری رات عبادت میں گزاروں اور صبح کے وقت لوگوں کو سویا ہوا دیکھ کر خود پسندی میں مبتلا ہو جاؤں۔

تحصیل علم

اکابرین کثرت عبادت اور کثرت صوم کو خود پسندی میں مبتلا ہونے کے خوف کی وجہ سے لوگوں کا عیب شمار کرتے تھے، اور وہ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ پہلے علم سیکھ لو پھر عمل کرو کیونکہ شریعت میں ہر عمل کے لیے ایک طریقہ اور ادب ہے۔

عجب سے حفاظتِ الٰہی

حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ: اگر ابن آدم کے تمام اعمال اچھے ہوں تو وہ خود کو عجب میں مبتلا کر کے ہلاک کر لے، لیکن اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتے ہیں اور اس کی نیکیوں میں نقص دکھا کر اسے آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم تیمی سے کسی آدمی نے کہا اے فقیہ! آپ اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا کہ یہ کتنا برا ہے کہ مجھ جیسا شخص بھی فقیہ ہے۔

حضرت حذیفہ مرعشی فرمایا کرتے تھے کہ جن اعمال کو تو نیک سمجھتا ہے اگر اس کے بدلے تجھے اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہو تو تو ہلاک ہے۔

مدارنجات

حضرت رابعہ عدویہ فرمایا کرتی تھیں کہ: جب میں نیک اعمال کم کرتی ہوں تو اس وقت میں بھلائی کی زیادہ امید کرتی ہوں کیونکہ اس وقت مجھے اپنے اعمال کے بجائے اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان پر بھروسا ہوتا ہے۔

دوسروں کو اپنے سے بہتر سمجھنا

حضرت حسان بن سنان امراء کے خدام سے دعا کی درخواست کیا کرتے تھے، جب ان سے اس فعل کے بارہ میں سوال کیا گیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ: شاید ان میں کوئی ایسی بات ہو جو اللہ کو محبوب ہو اور مجھ میں کوئی ایسی عادت ہو جو اللہ کو ناپسند ہو۔ اور شاید میں خود کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں اور وہ مجھ سے بہتر ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے مرض وفات میں لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں جو جگہ خالی ہے وہاں دفن کر دیا جائے، جب آپ کے کانوں میں یہ خبر پڑی تو کانپ اٹھے اور فرمایا اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دیں تو وہ مجھے پسند ہے اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے یہ بات جان لیں کہ میں خود کو اس کا اہل سمجھتا ہوں۔

عجب کی تعریف

حضرت ابن سماک سے پوچھا گیا کہ عُجب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اپنے اعمال لوگوں کے سامنے پیش کرنا اور جو عمل میں سستی اور کوتاہی کرے اسے حقیر سمجھنا۔

حضرت سفیان ثوری اور کثرت عبادت

حضرت سفیان کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کو بہت زیادہ عبادت کرنے والا دیکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا: جاہل کے علاوہ کوئی آدمی اپنی عبادت کو زیادہ نہیں سمجھتا اور فرشتے جو آنکھ جھپکنے کی مقدار بھی

اللہ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے اگر وہ اپنے اعمال کو زیادہ سمجھیں تو اللہ تعالیٰ ان کو آسمان میں اپنے سامنے نہ رکھے اوراس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ: سبحانك ماعبدناك حق عبادتك (اے اللہ! تو پاک ہے ہم نے تیری ویسی عبادت نہیں کی جیسا کہ عبادت کرنے کا حق تھا)۔

میں (مصنف) نے حضرت علی خواص کو یہ فرماتے سنا کہ: اگر تجھے یہ خوف نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیرے نیک اعمال میں نقص کی وجہ سے ہلاک کردیں گے چہ جائیکہ گناہ تو تو ہلاک ہوجائے۔

حضرت یزید بن ہارون کا ارشاد

حضرت یزید بن ہارون فرمایا کرتے تھے کہ:

میں نے چوکیدار کو دیکھا کہ وہ ساری رات دودانق کے بدلے چوکیداری کرتا ہے، کیا تم لوگ ایک رات جاگ کر عبادت کرنے کے عوض جنت طلب کرتے ہو؟ اور شاید تمہاری وہ عبادت دودانق کے برابر بھی نہ ہو، اور بسا اوقات تم اس کی وجہ سے اپنے رب پر احسان جتلاتے ہو۔

ریاء کی علامت

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ: علماء اور قراء کا نفاق اور ریاء سے محفوظ رہنا مجھے سرخ یاقوت سے زیادہ عزیز ہے۔ اس لیے کہ یہ حضرات لوگوں کی بات سننے کی استطاعت نہیں رکھتے، لوگ جب کہتے ہیں کہ فلاں بڑا عالم ہے، فلاں بڑا قاری ہے، تو یہ خود پسندی میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور اگر لوگ کہیں کہ فلاں عالم نہیں اور فلاں عالم کی آواز اچھی نہیں تو یہ غم کی وجہ سے مرنے کے قریب ہوجاتے ہیں اور یہ ریا کی بڑی علامات میں سے ہے، چنانچہ پھر وہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنے حالات کو مزید بہتر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت سری سقطی کا ارشاد

حضرت سری سقطی فرمایا کرتے تھے کہ: جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ محسن ہے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لیے برے اعمال کو مزین کر دیا گیا ہے اور جس شخص کو یہ خیال نہ ہو کہ وہ ہلاکت میں مبتلا ہونے والا ہے تو وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے عرض کی کہ: اے امام! میں اپنے نفس کو اس شخص سے بھی اچھا نہیں سمجھتا جو میرے سامنے کسی شخص کو ظلماً قتل کر دے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: تیرا اپنے نفس کے متعلق یہ خیال اس کے فعل سے زیادہ برا ہے جو کسی کو ناحق قتل کر رہا ہے۔

علم پر فخر کرنا

حضرت بشر حافی فرمایا کرتے تھے کہ: جب تم کسی شخص کو جھگڑالو اور اپنے علم پر گھمنڈ اور فخر کرتا دیکھو تو جان لو کہ وہ مکمل خسارے میں ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی کا ارشاد ہے کہ: جو شخص اپنے اعمال پر فخر وغرور کرے وہ تقدیر کا منکر ہے، کیونکہ اگر وہ اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا تو اس پر غرور نہ کرتا۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ یہ بات صرف اچھے اعمال کے لیے ہے، گناہوں کے بارے میں یہ سوچ کر بیٹھ رہنا (کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے) اور توبہ نہ کرنا درست نہیں، بلکہ گناہوں پر فی الفور توبہ واستغفار اور ندامت کا اظہار واجب ہے، واللہ اعلم۔

حضرت عطاء اسلمی اور خواجہ سرا

حضرت عطاء سلمی کے گھر میں کچھ خواجہ سرا ملازم تھے جو ان کو وضو وغیرہ کرایا کرتے تھے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کو انہیں اپنے گھر میں رکھنے سے گھن نہیں آتی؟ تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تو انہیں اپنے سے زیادہ پاک سمجھتا ہوں، اور ان کے اندر

گناہ، ریا کاری اور نفاق بھی کم ہے تو میں کس وجہ سے ان سے گھن کروں؟

شرعی رخصت پر عمل کرنا

حضرت ابان بن عیاش فرمایا کرتے تھے کہ: (شرعی) رخصتوں پر عمل کرنے کو وہی شخص ناپسند کرتا ہے جو خود پسند ہو یا اپنی خواہشات نفسانی کا پیروکار ہو، کیونکہ جو شخص رخصت پر عمل کرتا ہے اس کی تعریف وتوصیف نہیں کی جاتی اس لیے وہ خود پسندی کا شکار بھی نہیں ہوتا۔

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا تقویٰ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرا کرتے تھے۔ جب آپ کی تعریف کی جاتی تو آپ فرماتے: اے اللہ! یہ لوگ جو کہتے ہیں مجھے اس سے بھی بہتر بنادے اور جس چیز سے یہ لاعلم ہیں اسے معاف فرمادے۔

جب کوئی شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتا تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس شر سے جو یہ لوگ کہتے ہیں اور میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اس چیز کو بخش دیجیے جس کو یہ نہیں جانتے۔

خود کو محسن سمجھنا

ایک آدمی نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ: اے ام المؤمنین! یہ بات کیسے جانی جاتی ہے کہ یہ شخص محسن ہے؟ آپ نے فرمایا جب وہ جان لے کہ وہ برے لوگوں میں سے ہے، اس شخص نے عرض کیا اس بات کا علم کیسے ہوگا کہ وہ برے لوگوں میں سے ہے، آپ نے فرمایا جب وہ خود کو محسنین میں شمار کرے گا۔

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی اور مطرف بن عبداللہ میدان عرفات میں حاضر تھے، اس موقع پر مطرف بن عبداللہ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ! آج کے دن لوگوں کو میری وجہ سے رسوا کر کے نامراد نہ لٹایئے اور حضرت بکر بن عبداللہ نے فرمایا یہ ٹکڑا کس قدر مشرف اور دعاء کی قبولیت کے لیے کس قدر امید والا ہے اگر میں اس جگہ لوگوں کے درمیان نہ ہوتا۔

حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے لوگ اپنی تعریف کی وجہ سے ہلاکت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ ان سے احسان کیا جائے تو وہ ترقی کرتے ہیں۔

فقیروں کا عجب

حضرت یحیٰ بن معاذ فرمایا کرتے تھے کہ: بسااوقات فقیر لوگ بھی عجب میں مبتلا ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم پر جنت کی حوریں پیش کی جائیں تو ہم اللہ کو چھوڑ کر ہرگز ان کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے، حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر دنیا میں کسی خوبصورت عورت کو دیکھ لیں تو ان کے دل ان کی طرف مائل ہونے کے لیے ایسی چیخ و پکار کریں کہ عرش کو ہلا دیں۔اور اللہ کی قسم ایسا گناہ جس کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ کی بخشش کا محتاج ہو جائے تیرے لیے اس نیکی سے بہتر ہے جس کی وجہ سے تو بندوں پر فخر کرے۔

محمد بن واسع کا ارشاد

محمد بن واسع اپنے زمانہ کے عبادات گزار لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ: افسوس ہے تمہارے لیے کہ تمہارے اعمال کم ہونے کے باوجود ان میں عجب داخل ہو گیا ہے حالانکہ تم سے پہلے لوگ اپنے اعمال کی کثرت کے باوجود عجب نہیں کیا کرتے تھے۔اللہ کی قسم! تم سے پہلے لوگوں کی عبادت کی طرف دیکھتے ہوئے تمہاری مثال کھیلنے والوں جیسی ہے۔

پس جان لے اے بھائی! اور اپنے نفس کو مکمل طور پر جانچ لے۔بسااوقات تو ترک عجب کی وجہ سے عجب کرتا ہے اور تیرا حال خود پسندی کرنے والوں سے زیادہ برا ہوتا ہے۔

پس جان لے اے بھائی! اور اپنے آپ کو کسی ادنی سے ادانی مسلمان سے بھی اچھا نہ سمجھ۔اور تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

مولانا سید عبدالملک ترمذی

تخریج حدیث"من بنی لِلّٰہِ مسجدا"

بعد الحمد و الصلوٰۃ: تعمیر مسجد کی فضیلت کو بیان کرنے کے لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی: من بنی لله مسجداًبنی الله له بيتاًفی الجنة (یعنی جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے) اکثر بیان کیا جاتا ہے، جس سے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے کی بڑی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ اسی حدیث کا ایک جملہ "ولو کمفحص قطاة"(یعنی اگر چہ وہ حصہ ''قطاۃ'' پرندے کے گھونسلے کے برابر ہی ہو) بھی ہے، چونکہ امہات کتب حدیث میں یہ جملہ نہیں ہے اس لیے عموماً اسے بیان نہیں کیا جاتا لیکن یہ جملہ بھی دیگر کتب حدیث میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے اس لیے ذیل میں اہل علم کی ضیافت طبع کے لیے اس کے چند حوالے پیش خدمت ہیں جن میں "ولو کمفحص قطاة" اور اس سے ملتے جلتے الفاظ موجود ہیں:

(۱)عن جابربن عبدالله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:من بنى مسجدالله كمفحص قطاة اواصغربنى الله له بيتاًفى الجنة۔(ابن ماجه، ص ۲٤٤۔ ط:داراحياء الكتب العربيه بيروت)

(۲)عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال :من بنىٰ لله مسجداً ولوكمفحص قطاة لبيضهابنى الله له بيتاًفى الجنة۔ (مسنداحمد، الجزء الثانى ۔ ط:دارالحديث ،قاهره)

(۳)عن ابى ذرقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من بنى لله مسجداً ولوكمفحص قطاة لبيضها بنى الله له بيتاًفى الجنة۔(صحيح ابن

حبان،الجزء الرابع،ص ٤٩٠،٤٩١۔ط:مؤسسة الرسالة بيروت)

(٤)عن ابی ذرقال:من بنیٰ لله عزوجل مسجداًولومفحص قطاة بنی الله له بيتاًفی الجنة۔(السنن الكبریٰ للبيهقی،الجزء الثانی،ص٦١٣۔ط:دارالكتب العلميه بيروت)

(٥)عن ابی ذررضی الله عنه:من بنی لله مسجداًولومثل مفحص قطاة بنی الله له بيتاًفی الجنة۔(السنن الكبریٰ للبيهقی ،الجزء الثانی ،٦١٤۔ط:دارالكتب العلميه بيروت)

(٦)عن الاعمش وذكره مرفوعاً:من بنی مسجداًوان كان مثل مفحص قطاة بنی الله له بيتاًفی الجنة۔(السنن الكبریٰ للبيهقی،الجزء الثانی، ص٦١٤۔ط:دارالكتب العلمية بيروت)

(٧)عن ابی ذر قال :من بنیٰ لله عزوجل مسجداًولوكمفحص قطاة بنی الله له بيتاًفی الجنة۔(مسندابی داودالطيالسی،الجزء الاول،ص٣٦٩)

(٨)عن ابن عباس عن النبی صلی الله عليه وسلم :من بنیٰ لله مسجدا ولو كمفحص قطاة لبيضهابنی الله له بيتاًفی الجنة۔ (مسندابی داود الطيالسی،الجزء الرابع، ص٣٤٤)

(٩)عن ابی ذررضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال:من بنی لله مسجداًولوقدرمفحص قطاة بنی الله له بيتاًفی الجنة۔(مسندالبزار، الجزء التاسع، ص٤١٢۔ط:مكتبة العلوم والحكم ،المدينة المنورة)

(١٠)عن انس عن النبی صلی الله عليه وسلم قال من بنی لله مسجداً كمفحص قطاة بنی له بيتاًفی الجنة۔(مسند ابی يعلٰی الموصلی،الجزء السابع، ص٨٥۔ط:دارالمامون للتراث،دمشق)

(۱۱)عن ابی ذررضی اللہ عنہ قال:من بنی للہ مسجداًولومثل مفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتافی الجنۃ۔(المطالب العالیۃلابن حجر،الجزء الثالث، ص٤٧٤۔ط:دارالعاصمہ للنشروالتوزیع،الریاض)

(۱۲)عن ابن عباس رضی اللہ عنہماقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:من بنی مسجداًولوکمفحص قطاۃلبیضہابنی اللہ لہ بیتاًفی الجنۃ۔ (المطالب العالیۃ لابن حجر،الجزء الثالث،ص٤٩٢۔ط:دارالعاصمہ للنشر والتوزیع،الریاض)

(۱۳)عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:من بنی مسجداًولو قدرمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتاًفی الجنۃ۔(اتحاف الخیرۃ المہرۃ، الجزء الثانی،ص١٤١۔ط:مکتبۃ الرشد،الریاض)

(١٤)عن ابی ذرقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:من بنٰی للہ مسجداًولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ بیتاًفی الجنۃ۔(اتحاف الخیرۃ المہرۃ، الجزء الثانی،ص١٣٩۔ط:مکتبۃ الرشد،الریاض)

(١٥)عن ابن عباس رضی اللہ عنہماان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من بنی للہ مسجداًولوکمفحص قطاۃ لبیضہابنی اللہ لہ بیتاًفی الجنۃ۔ (اتحاف الخیرۃ المہرۃ،الجزء الثانی،ص١٣٨۔ط:مکتبۃ الرشد، الریاض)

(١٦)عن ابی بکرالصدیق قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بنی مسجداًللہ عزوجل ولومثل مفحص قطاۃبنی اللہ لہ بیتاًفی الجنۃ۔ (مسندالشہاب، الجزء الاول،ص٢٩٢۔ط:مؤسسۃ الرسالۃبیروت)

(١٧)عن ابی ذرعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال:من بنی للہ مسجداً

ولـومثـل مـفـحـص قطاة بُنی له بیت فی الجنة اوقال بنی الله له بیتاًفی الجنة۔ (مسندالشهاب،الجزء الاول،ص۲۹۱۔ط:مؤسسة الرسالةبیروت)

(۱۸)عن ابی ذرعن النبی صلی الله علیه وسلم قال:من بنی لله مسجداً ولـو قـدرمـفـحص قطاةبنی الله له بیتافی الجنة۔(کشف الاستار،الجزء الاول، ص۲۰۳۔ط:مؤسسة الرسالة بیروت)

(۱۹)عـن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال:من بنی مسجداً لله ولـومفحص قطاة لبیضهابنی الله له بیتاًفی الجنة۔(کشف الاستار،الجزء الاول، ص۲۰٤۔ط:مؤسسة الرسالة بیروت)

(۲۰)عـن عثمان عن النبی صلی الله علیه وسلم قال:من بنی مسجداً ولو مفحص قطاةبنی الله له بیتاًفی الجنة۔(مصنف ابن ابی شیبة،الجزء الثانی، ص۱۹۵۔ط:مکتبة الرشدالریاض)

(۲۱)عـن ابـی ذرعـن الـنبـی صـلـی الله علیه وسلم قال:من بنی لله مسـجـداًولـو مـفـحـص قطاة بنی الله له بیتاًفی الجنة۔(مصنف ابن ابی شیبة، الجزء الثانی، ص۱۹٤۔ط:مکتبة الرشدالریاض)

(۲۲)عن ابی ذر قال:من بنی لله مسجداًولومثل مفحص قطاة بُنی له بیـت فـی الـجـنة۔(مـصـنف ابـن ابی شیبة،الجزء الثانی،ص۱۹٤۔ط:مکتبة الرشد الریاض)

(۲۳)عـن ابـی ذرقـال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم:من بـنـی لـله مسجداًولوکمفحص قطاةبنی الله له بیتاًفی الجنة۔(المعجم الصغیر للطبرانی، الجزء الثانی،ص۱۲۰۔ط:دارالکتب العلمیة بیروت)

(۲٤)عـن ابـن عـمرقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من بنی

لـلـه مسـجـداًولـو كـمـفـحص قطاةبنى الله له بيتاًفى الجنة۔(المعجم الاوسط للطبرانى،الجزء السادس،ص١٩٤۔ط:دارالكتب العلمية بيروت)

(٢٦)عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:من بـنـى لـلـه عـزوجـل مسجداًكمفحص قطاةبنى الله له بيتاًفى الجنة۔(المعجم الاوسط للطبرانى،الجزء الثانى،ص٢٤٠۔دارالحرمين قاهره)

(٢٧)عـن ابـى حـنيفةقال سمعت عبدالله بن ابى اوفىٰ يقول سمعت رسـول الـله صلى الله عليه وسلم يقول:من بنى لله مسجداًولوكمفحص قطاة بـنـى الـله تعالىٰ له بيتاًفى الجنة۔مسندالامام الاعظم برواية الحصكفى رحمه الله تعالىٰ،ص٤٧۔ط:مكتبة الحسن لاهور)

بندہ ناچیز راقم الحروف کی اس حدیث پاک کے جملہ "ولـوكمفحص قطاة" کی سند حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ تک یہ ہے:

حـدثـنى ابى فضيلة الشيخ المفتى السيد عبدالقدوس الترمذى حفظه الـلـه تـعـالٰـى،قـال حـدثـنـى ابى فقيه عصره ووحيددهره مولاناالمفتى السيد عبـدالشـكـورالترمذى رحمه الله تعالىٰ،قال حدثنى شيخى وسيدى حضرت مـولانـاالـمـفتـى مـحـمـدحسن رحمه الله تعالىٰ،قال حدثنى سيدى ومولائى حضرت حكيم الامة مولانااشرف على التهانوى نورالله مرقده...........

قـال رسـول الـلــه صـلـى الـلــه عـلـيــه وسـلـم:من بنٰى للـه مسجداً ولوكمفحص قطاةبنى الله له بيتاً فى الجنة۔

مولانا ڈاکٹر قاری خلیل احمد تھانوی مدظلہم

تواریخ ولادت

عزیز عبدالمعز سلمہ حفید مفتی عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

گزشتہ ماہ صدر جامعہ کے بڑے بیٹے مولانا سید عبدالملک ترمذی حفظہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے نواز، فللہ الحمدولہ الشکر ۔نومولود کا نام عبدالمعز تجویز کیا گیا۔ جناب ڈاکٹر قاری مولانا خلیل احمد تھانوی مدظلہم نے ازراہ عنایت کچھ دعائیہ کلمات سے عزیزم سید عبدالمعز ترمذی سلمہ کی تواریخ ولادت نکالی ہیں، جس میں بعض تواریخ سے عزیز سلمہ کا شجرہ نسب بھی معلوم ہورہا ہے، فنی اعتبار سے ڈاکٹر صاحب نے جن کمالات کا مظاہرہ کیا ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ ذیل میں وہی تواریخ شائع کی جارہی ہیں۔(ادارہ)

(۱) تواریخ ولادت مولینا عبدالمعز

۱۲۱۶ + ۴۴۱ + ۱۳۷ + ۲۲۴ = ۲۰۱۸ء

(۲) عزیزم حافظ مولوی عبدالمعز

۱۳۴ + ۹۸۹ + ۹۲ + ۲۲۴ = ۱۴۳۹ھ

(۳) اب آچکے ہیں عبدالمعز بن عبدالملک بن عبدالقدوس بن عبدالشکور بن عبدالکریم

۱۰۲ + ۲۲۴ + ۲۴۹ + ۳۲۹ + ۶۸۵ + ۴۲۹ = ۲۰۱۸ء

(۴) عبدالمعز مبین بن عبدالملک بن عبدالقدوس بن عبدالشکور بن عبدالکریم

۳۲۶ + ۲۴۹ ۳۲۹ + ۶۸۵ + ۴۲۹ = ۲۰۱۸ء

(۵) جمال منور سید عبدالمعز ترمذی

۳۷۰ + ۱۶۴۸ = ۲۰۱۸ء

(۶) رہنمائے دین سید عبدالمعز ترمذی

۳۷۰ + ۲۹۸ + ۱۳۵۰ = ۲۰۱۸ء

(۷) پیدائش فرزند ترمذی

۶۶۸ + ۱۳۵۰ = ۲۰۱۸ء

(۸) خادمِ شرع عبدالمعز

۱۲۱۵ + ۲۲۴ = ۱۴۳۹ھ

(۹) عبدالمعز محمدی بن عبدالملک بن عبدالقدوس بن عبدالشکور بن عبدالکریم

۳۲۶ + ۲۴۹ + ۳۲۹ + ۶۸۵ + ۴۲۹ = ۲۰۱۸ء

(۱۰) کوکب جہاں عبدالمعز بن عبدالملک بن مفتی عبدالقدوس

۱۰۷ + ۲۲۴ + ۲۴۹ + ۸۵۹ = ۱۴۳۹ھ

(۱۱) بیبا عبدالمعز بن مولوی عبدالملک بن مفتی عبدالقدوس

۲۳۹ + ۳۴۱ + ۸۵۹ = ۱۴۳۹ھ

(۱۲) عبدالمعز فرزند سعید خُلق

۲۲۴ + ۱۲۱۵ = ۱۴۳۹ھ

(۱۳) فہد ترمذی

۸۹ + ۱۳۵۰ = ۱۴۳۹ھ

(۱۴) مرقع انوار ترمذی

۴۱۰ + ۱۶۰۸ = ۲۰۱۸ھ

مولانا عبدالصمد ساجد

اخبارالجامعہ

۱۱؍جمادی الاولیٰ: مناظر اسلام حضرت علامہ محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم جامعہ میں تشریف لائے اور تین روز تک درجہ تخصص کے طلبہ کو ردفرق باطلہ پر دروس دیے۔

۲۴؍حضرت صدر جامعہ مدظلہم لاہور تشریف لے گئے اور جامعہ اشرفیہ میں جامع مسجد حسن کی نئی تعمیر کے سنگ بنیاد میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔

۲۸؍جناب قاری محمد اسامہ رفیق صاحب جدہ، مولانا احمداللہ صاحب اور دیگر احباب کے ہمراہ جامعہ میں تشریف لائے، اور رات گئے تک حضرت صدر جامعہ مدظلہم سے مختلف امور پر گفتگو رہی۔

۳۰؍حضرت مدظلہم تین روزہ دورہ پر لالیاں، پاکپتن اوراوکاڑہ تشریف لے گئے اور بیانات فرمائے۔ ۶؍جمادی الاخریٰ: حضرت مدظلہم دوروز کے لیے ملتان تشریف لے گئے اور مختلف مقامات پر بیانات فرمائے۔ ۷؍حضرت مدظلہم روڈ وسلطان تشریف لے گئے اور مدرسہ تعلیم القرآن حقانیہ میں جلسہ سے خطاب فرمایا۔ ۱۰؍حضرت مدظلہم موضع گنیانہ ضلع جھنگ تشریف لے گئے اور جلسہ سے خطاب فرمایا۔

دعاءمغفرت:

حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہم مدیر ماہنامہ ''الخیر'' ملتان کے بڑے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ انتقال فرماگئے ہیں، انالله وانااليه راجعون ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کریں، درجات بلندفرمائیں اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازیں، آمین۔

جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا کا تبلیغی و اصلاحی

64واں

سالانہ جلسہ تقسیم اسناد

ان شاء اللہ بتاریخ: 4/5 شعبان المعظم 1439ھ
20/21 اپریل 2018ء بروز جمعہ، ہفتہ
منعقد ہو رہا ہے۔

جس میں علماء کرام اور مشائخ عظام شرکت فرمائیں گے۔ قارئین تواریخ نوٹ فرمالیں، تفصیلی اشتہار آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔